OPEN ACCESS**RUSHAD**

(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)

Published by: Lahore Insitute for Social Sciences, Lahore.

ISSN (Print): 2411-9482

ISSN (Online): 2414-3138

Jul-Dec-2020

Vol: 1, Issue: 2

Email: journalrushd@gmail.comOJS: <https://rushdjournal.com/index>قاری محمد مصطفیٰ راسخ¹**عورت کی دیت کا مسئلہ: ایک تحقیقی جائزہ****Abstract**

In this treatise, a woman's share of blood money is discussed in the light of Islamic sources such as Prophetic traditions, statements of the righteous predecessors (Salaf), consensus of the Muslim Nation (Ijmā') and Analogy (Qiyās). Moreover, it is emphasized that a woman has a half share in blood money just like she owns in inheritance and bears in witnessing, because not only does she receive a monetary share in form of Mahr (dowry) and expenditures to spend on herself and family (Nafqah), but is also free from any financial responsibility in any aspect. Therefore, those who think that half of share for her is injustice on her behalf, are in grave error, because in determining relations based on suckling (Raḍā'ah) lineage (Nasab), she is preferred over her male counterpart and no one considers it to be a dishonor for a male gender, rather it is considered a remarkable way of attributing equal rights to each gender according to his or her capacity.

ششماہی رشد کے جنوری 2015ء، ربیع الاول 1436ھ، جلد 11، شمارہ 3 میں مطبوع مضمون بنام ”السنة بین اہل الفقه و اہل الحدیث: شیخ محمد الغزالی رحمہ اللہ (متوفی 505ھ) کی تصنیف کا تنقیدی جائزہ“ میں عورت کی

¹ مدیر انتظامی مجلس التحقیق الاسلامی، لاہور۔

دیت کے مسئلہ پر شیخ محمد الغزالی رحمہ اللہ کا موقف اور اختصار کے ساتھ اس کا رد گزر چکا ہے۔ شیخ محمد الغزالی رحمہ اللہ کا موقف ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کے برابر ہے جبکہ دیگر تمام اہل علم کا بالاتفاق یہ موقف ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔ اس مضمون کی اشاعت کے بعد بعض احباب کے ساتھ مناقشہ کرتے ہوئے اس رائے کا اظہار کیا گیا کہ عورت کی دیت کے مسئلے پر شیخ محمد الغزالی رحمہ اللہ کا موقف ہی درست ہے کیونکہ اسلام میں عورت کے حق کو ہلکا نہیں سمجھا گیا ہے بلکہ اسے بھی مردوں کی مانند حقوق سے نوازا گیا ہے۔ چنانچہ اس مسئلے پر مزید کچھ لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ شیخ محمد الغزالی رحمہ اللہ کے موقف کی کمزوری اور جمہور کے موقف کی حقانیت واضح ہو سکے۔ زیر نظر استدراک میں احادیث نبویہ، آثار سلف، اجماع اور قیاس سے استدلال کرتے ہوئے راجح موقف کو اجاگر کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام میں عورتوں کو عظیم الشان مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اور انہیں بھی مردوں کی مانند متعدد حقوق سے نوازا ہے۔ دور جاہلیت میں عورتوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا، لیکن اسلام نے آکر اس سے منع کر دیا اور اسے ناقابل معافی جرم قرار دیا۔ اسلام نے عورتوں کے حقوق کا دفاع کرتے ہوئے ان کا نان و نفقہ ان کے ورثاء پر فرض کیا، نکاح کے معاملے میں ان کی رضامندی کو ضروری قرار دیا، انہیں حق مہر سے نوازا اور وراثت کا حق دیا، حالانکہ دور جاہلیت میں عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا۔ عورتوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا فخر کی بات ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نام سے قرآن مجید میں ایک پوری سورت ”سورۃ النساء“ نازل فرما دی ہے، حالانکہ مردوں کے نام سے کوئی سورت موجود نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

((اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ، فَإِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَإِنَّ أَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ
أَعْلَاهُ، فَإِنْ ذَهَبَتْ تُقِيمُهُ كَسَرْتَهُ، وَإِنْ تَرَكَتَهُ لَمْ يَزَلْ أَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوا
بِالنِّسَاءِ))²

¹ راسخ، محمد مصطفیٰ، قاری، السنة بين اهل الفقه و اهل الحديث، ششماہی رشد، جنوری 2015ء، جلد 11، شماره 3، لاہور: 112۔

² البخاری، أبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل، صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبياء، باب خلق آدم صلوات اللہ علیہ و ذریئہ، (الریاض: دار السلام للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية، 1999ء)، رقم: 3331۔

”عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو، بے شک عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے، اور اوپر والی پسلی سب سے ٹیڑھی ہوتی ہے، اگر تم اسے سیدھا کرو گے تو توڑ بیٹھو گے اور اگر چھوڑ دو گے تو وہ ہمیشہ ٹیڑھی ہی رہے گی، پس تم عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کرو۔“

عورتوں کے اسی مقام و مرتبے کو سامنے رکھتے ہوئے اکثر شرعی احکام میں عورتوں اور مردوں کو مساوی قرار دیا گیا ہے، لیکن بعض مخصوص احکام میں شرعی حکمتوں اور عظیم مقاصد کے پیش نظر عورتوں کو مردوں کی نسبت نصف معاملے پر قائم رکھا ہے۔ اور اس کا سبب بھی عورتوں کی شخصی توہین یا استخفاف نہیں ہے بلکہ اسلامی معاشرے میں ان پر مالی ذمہ داریاں کے بوجھ کا نہ ہونا ہے، کیونکہ عورت نان و نفقہ اور حق مہر جیسے متعدد مالی حقوق تو حاصل کرتی ہے لیکن شریعت میں اس پر کوئی مالی ذمہ داری عائد نہیں کی گئی ہے۔ ورنہ ذاتی امور میں سے بعض معاملات ایسے بھی ہیں جن میں عورت کے حق کو مرد کی نسبت زیادہ معتبر تسلیم کیا گیا ہے، مثلاً نسب اور جہیز کے معاملات میں مرد کی نسبت عورت کی بات کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ امام ابن قیم اپنی کتاب ”إعلام الموقعین“ میں عورت کی مرد کے ساتھ بعض امور میں برابری اور بعض میں تفریق کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"وَسَوَى بَيْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ وَالْحُدُودِ، وَجَعَلَهَا عَلَى النَّصْفِ مِنْهُ فِي الدِّيَةِ وَالشَّهَادَةِ وَالْمِيرَاثِ وَالْعَقِيقَةِ، فَهَذَا أَيْضًا مِنْ كَمَالِ شَرِيعَتِهِ وَحِكْمَتِهَا وَلُطْفِهَا، فَإِنَّ مَصْلَحَةَ الْعِبَادَاتِ الْبَدَنِيَّةِ وَمَصْلَحَةَ الْعُقُوبَاتِ الرَّجَالِ وَالنِّسَاءِ مُشْتَرِكُونَ فِيهَا، وَحَاجَةُ أَحَدِ الصِّنْفَيْنِ إِلَيْهَا كَحَاجَةِ الصِّنْفِ الْأُخْرِي، فَلَا يَلِيْقُ التَّفْرِيقُ بَيْنَهُمَا، نَعَمْ فَرَّقَتْ بَيْنَهُمَا فِي أَلْيَقِ الْمَوَاضِعِ بِالتَّفْرِيقِ وَهُوَ الْجُمُعَةُ وَالْجَمَاعَةُ، فَخَصَّ وَجُوبَهُمَا بِالرِّجَالِ دُونَ النِّسَاءِ لِأَنَّ لَسَنَ مَنْ مِنْ أَهْلِ الْبُرُوزِ وَمَخَالِطَةِ الرِّجَالِ، وَكَذَلِكَ فَرَّقَتْ بَيْنَهُمَا فِي عِبَادَةِ الْجِهَادِ الَّتِي لَيْسَ الْإِنَاثُ مِنْ أَهْلِهَا، وَسَوَتْ بَيْنَهُمَا فِي وَجُوبِ الْحَجِّ لِاحْتِيَاجِ النَّوْعَيْنِ إِلَى مَصْلَحَتِهِ، وَفِي وَجُوبِ الزَّكَاةِ وَالصِّيَامِ وَالطَّهَارَةِ؛ وَأَمَّا الشَّهَادَةُ فَإِنَّمَا جُعِلَتْ الْمَرْأَةُ فِيهَا عَلَى النَّصْفِ مِنَ الرَّجُلِ، لِحُكْمِهِ أَشَارَ إِلَيْهَا الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ فِي كِتَابِهِ، وَهِيَ أَنَّ الْمَرْأَةَ ضَعِيفَةُ الْعَقْلِ قَلِيلَةُ الضَّبْطِ بِمَا تَحْفَظُهُ. وَقَدْ فَضَّلَ اللَّهُ الرَّجَالَ عَلَى النِّسَاءِ فِي الْعُقُولِ وَالْفَهْمِ وَالْحِفْظِ وَالْتَمَّيْزِ، فَلَا تَقُومُ الْمَرْأَةُ فِي ذَلِكَ مَقَامَ الرَّجُلِ، وَفِي مَنَعِ قَبُولِ شَهَادَتِهَا بِالْكَلْبَةِ إِضَاعَةً لِكَثِيرٍ مِنَ الْحُقُوقِ وَتَعْطِيلًا لَهَا، فَكَانَ مِنْ أَحْسَنِ الْأُمُورِ وَالْأَصْفَحَا بِالْعُقُولِ، أَنْ ضَمَّ إِلَيْهَا فِي قَبُولِ الشَّهَادَةِ نَظِيرَهَا لِتُدَكَّرَهَا إِذَا نَسِيَتْ، فَتَقُومُ شَهَادَةُ الْمَرْأَتَيْنِ مَقَامَ شَهَادَةِ الرَّجُلِ، وَيَقَعُ مِنَ الْعِلْمِ أَوْ الظَّنِّ

الْغَالِبِ بِشَهَادَتَيْهِمَا مَا يَقَعُ بِشَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ، وَأَمَّا الدِّيَةُ فَلَمَّا كَانَتْ الْمَرْأَةُ أَنْقَصُ مِنَ الرَّجُلِ، وَالرَّجُلُ أَنْفَعُ مِنْهَا، وَيَسُدُّ مَا لَا تَسُدُّهُ الْمَرْأَةُ مِنَ الْمَنَاصِبِ الدِّيْنِيَّةِ وَالْوَلَايَاتِ وَحِفْظِ الثُّغُورِ وَالْجِهَادِ وَعِمَارَةِ الْأَرْضِ وَعَمَلِ الصَّنَائِعِ الَّتِي لَا تَتِمُّ مَصَالِحُ الْعَالَمِ إِلَّا بِهَا وَالذَّبِّ عَنِ الدُّنْيَا وَالذِّينِ لَمْ تَكُنْ قِيَمَتُهُمَا مَعَ ذَلِكَ مُتَسَاوِيَةً وَهِيَ الدِّيَةُ، فَافْتَضَّتْ حِكْمَةُ الشَّارِعِ أَنْ جَعَلَ قِيَمَتَهَا عَلَى النِّصْفِ مِنْ قِيَمَتِهِ لِتَفَاوُتِ مَا بَيْنَهُمَا. فَإِنْ قِيلَ: لَكِنَّكُمْ نَقَضْتُمْ هَذَا فَجَعَلْتُمْ دِيَّتَهُمَا سَوَاءً فِيمَا دُونَ الثَّلَاثِ. قِيلَ: لَا رَيْبَ أَنَّ السُّنَّةَ وَرَدَّتْ بِذَلِكَ، كَمَا رَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَقْلُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتَّى تَبْلُغَ الثَّلَاثَ مِنْ دِيَّتِهَا)) (وَقَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: إِنَّ ذَلِكَ مِنَ السُّنَّةِ، وَإِنْ خَالَفَ فِيهِ أَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَاللَّيْثُ وَالتَّوْرِيُّ وَجَمَاعَةٌ، وَقَالُوا: هِيَ عَلَى النِّصْفِ فِي الْقَلِيلِ وَالكَثِيرِ، وَلَكِنَّ السُّنَّةَ أَوْلَى. وَأَمَّا الْمِيرَاثُ فَحِكْمَةُ التَّفْضِيلِ فِيهِ ظَاهِرَةٌ، فَإِنَّ الذَّكَرَ أَحْوَجَ إِلَى الْمَالِ مِنَ الْأُنْثَى؛ لِأَنَّ الرِّجَالَ قَوَامُونَ عَلَى النِّسَاءِ، وَالذَّكَرُ أَنْفَعٌ لِلْمَيِّتِ فِي حَيَاتِهِ مِنَ الْأُنْثَى. وَقَدْ أَشَارَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى إِلَى ذَلِكَ بِقَوْلِهِ بَعْدَ أَنْ فَرَضَ الْفَرَائِضَ وَفَاوَتَ بَيْنَ مَقَادِيرِهَا ﴿أَبَاؤُكُمْ وَ أَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا﴾ ۱ وَإِذَا كَانَ الذَّكَرُ أَنْفَعٌ مِنَ الْأُنْثَى وَأَحْوَجَ كَانَ أَحَقَّ بِالتَّفْضِيلِ. وَأَمَّا الْعَقِيْقَةُ فَأَمْرُ التَّفْضِيلِ فِيهَا تَابِعٌ لِشَرَفِ الذَّكَرِ، وَمَا مَيَّزَهُ اللَّهُ بِهِ عَلَى الْأُنْثَى، وَمَا كَانَتْ النِّعْمَةُ بِهِ عَلَى الْوَالِدِ أَتَمَّ، وَالسُّرُورُ وَالْفَرَحَةُ بِهِ أَكْمَلَ؛ كَانَ الشُّكْرَانُ عَلَيْهِ أَكْثَرَ، فَإِنَّهُ كُلَّمَا كَثُرَتْ النِّعْمَةُ كَانَ شُكْرُهَا أَكْثَرَ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ. ۱

”اللہ تعالیٰ نے بدنی عبادات اور حدود میں مرد اور عورت کو مساوی قرار دیا ہے، جبکہ دیت، گواہی، میراث اور عقیقہ میں اسے مرد سے نصف حصے پر رکھا ہے۔ اس میں بھی شریعت کا کمال اور اس کی حکمت و لطافت پوشیدہ ہے۔ کیونکہ بدنی عبادات اور عقوبات کی مصلحت میں مرد اور عورتیں مشترک ہیں، ان دونوں اصناف کی ضروریات ایک جیسی ہیں، لہذا ان میں تفریق کرنا مناسب نہیں تھا۔ ہاں بعض ایسے امور بھی ہیں جہاں تفریق زیادہ مناسب لگتی ہے، جیسے جمعہ اور نماز باجماعت۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں پر توجہ اور نماز باجماعت فرض قرار دی ہے لیکن عورتوں

¹ ابن القيم الجوزية، محمد بن أبي بكر، إعلام الموقعين، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى، 1991ء)، :2، 115۔

کے گھروں سے زیادہ نہ نکلنے اور مردوں کے ساتھ عدم اختلاط کے سبب انہیں اس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ اسی طرح جہاد فی سبیل اللہ کے حوالے سے عورت کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے اسے اس فرض کی ادائیگی سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے، لیکن حج، زکوٰۃ، روزہ اور طہارت کے حوالے سے ایک جیسی مصلحت کو سامنے رکھتے ہوئے مردوں اور عورتوں کو برابر رکھا گیا ہے۔ گواہی کے سلسلے میں عورت کی گواہی کو مرد کی گواہی کا نصف قرار دیا گیا ہے، اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ عورت مرد کی نسبت کم عقل اور کمزور حافظے والی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو فہم و فراست، عقل و دانش اور حافظہ و تمیز میں عورتوں پر فضیلت بخشی ہے۔ گواہی کے میدان میں عورت مرد کے مقام پر کھڑی نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر عورت کی گواہی کو قطعی طور پر ناقابل قبول قرار دے دیا جاتا تو اس سے بے شمار حقوق ضائع ہو جاتے اور عورت معاشرے کا معطل عضو بن کر رہ جاتی، لہذا قرین قیاس اور عقل کے قریب امر یہی تھا کہ عورت کی گواہی قبول کرنے میں اس کے ساتھ اسی کی جنس سے ایک اور عورت کو شریک کر لیا جائے تاکہ ایک کے بھولنے کی صورت میں دوسری عورت اس کو یاد دلا سکے اور دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے قائم مقام بن جائے اور ان دونوں کی گواہی سے علم یا ظن غالب حاصل ہو سکے جو ایک مرد کی گواہی سے حاصل ہوتا ہے۔ دیت کا معاملہ یہ ہے کہ عورت مرد کی نسبت ناقص العقل اور قلیل النفع ہوتی ہے اور دینی مناصب، ریاستی ذمہ داریاں، دفاع جان و مال، زمین کی آباد کاری، جہاد، صنعتکاری، ضروری مصالح اور دین و دنیا کی حفاظت جیسے امور سرانجام نہیں دے سکتی، لہذا ان امور میں عورت کی قیمت (دیت) مرد کے برابر نہیں ہو سکتی، چنانچہ شارع کی حکمت کا تقاضا تھا کہ ان امور میں عورت کی دیت مرد کی نسبت آدھی ہوتی۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے اپنا یہ اصول ایک تہائی سے کم دیت میں توڑ دیا ہے اور آپ وہاں مرد اور عورت کی برابر دیت مقرر کرتے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ موجود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”عورت کی دیت مرد کے برابر ہے، حتیٰ کہ وہ ایک تہائی تک پہنچ جائے۔ امام سعید بن مسیب رحمہ اللہ (متوفی 94ھ) فرماتے ہیں کہ سنت یہی ہے (کہ ایک تہائی تک دیت مساوی ہے) اگرچہ امام ابو حنیفہ، امام شافعی (متوفی 204ھ)، امام لیث (متوفی 175ھ)، امام ثوری

(متوفی 161ھ) رحمہم اللہ اور اہل علم کی ایک جماعت اس کی مخالف ہے، اور وہ قلیل و کثیر میں نصف دیت کے قائل ہیں، لیکن سنت پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ میراث میں عورت کا حصہ آدھا ہونے کی حکمت بھی واضح ہی ہے کہ مرد عورت کی نسبت مال کا زیادہ محتاج ہوتا ہے، کیونکہ مرد عورتوں پر قوام ہیں اور مرد عورت کی نسبت میت کی زندگی میں اس کے لئے زیادہ نفع مند ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے وراثت کے حصے تقسیم کرنے کے بعد اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ تمہارے باپ اور بیٹے، تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون تمہارے لئے زیادہ نفع مند ہے۔ چونکہ مرد عورت کی نسبت زیادہ نفع بخش اور زیادہ محتاج ہے لہذا وہ زیادہ وراثت لینے کا بھی حقدار ہے۔ عقیقے کے معاملے میں مرد کو دی گئی فضیلت اس کی مردانگی کے شرف اور عورت پر اسے دی گئی عظمت کے تابع ہے۔ ویسے بھی والدین بیٹے کی نعمت پر زیادہ خوش ہوتے ہیں اور زیادہ شکر ادا کرتے ہیں، جب نعمت زیادہ ہو تو اس کا شکرانہ بھی زیادہ ہوتا ہے۔“

اس مختصر تمہید کے بعد اب ہم اپنے اصل موضوع ”عورت کی دیت کا مسئلہ“ کی طرف آتے ہیں:

عورت کی دیت کے مسئلہ پر فقہاء کرام کا موقف

احناف: احناف کے نزدیک عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔ امام کاسانی رحمہم اللہ (متوفی 587ھ) فرماتے

ہیں:

"وان كانت أنثى فدية المرأة على النصف من دية الرجل."¹

”اور اگر مقتول عورت ہو تو عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔“

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"إن دية المرأة على النصف من دية الرجل بإجماع الصحابة."²

”بے شک عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔“

مالکیہ: مالکیہ کے نزدیک بھی مسلمان عورت کی دیت مسلمان مرد سے آدھی ہے۔

¹ الكاساني، علاؤ الدين، أبو بكر بن مسعود، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية، 1986ء)، 7: 254۔

² السمرقندي، محمد بن أحمد بن، تحفة الفقهاء، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الثانية، 1994ء)، 3: 113

امام عدوی رحمہ اللہ (متوفی 1189ھ) فرماتے ہیں:

"وأما دية المرأة الحرة المسلمة فعلى النصف من دية الرجل الحر المسلم، فديتها خمسون من الإبل."¹

”آزاد مسلمان عورت کی دیت آزاد مسلمان مرد سے آدھی ہے، اور وہ پچاس اونٹ ہے۔“

امام ابن رشد رحمہ اللہ (متوفی 595ھ) فرماتے ہیں:

"وأما دية المرأة فإنهم اتفقوا على أنها على النصف من دية الرجل في النفس فقط."²

”عورت کی دیت کے بارے میں تمام کا اتفاق ہے کہ وہ مرد کی دیت سے آدھی ہے اور یہ صرف جان جانے کی صورت میں ہے۔“

شوافع: احناف اور مالکیہ کی مانند شافعیہ کے نزدیک بھی عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔ امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی 264ھ) فرماتے ہیں:

"ودية المرأة وجراحها على النصف من دية الرجل، فيما قلّ أو كثر."³

”عورت اور اس کے زخموں کی دیت مرد سے آدھی ہے، خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر ہو۔“

حنابلہ: دیگر فقہاء کرام کی مانند حنابلہ کے نزدیک بھی عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔ امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ (متوفی 682ھ) فرماتے ہیں۔

"ودية المرأة نصف دية الرجل إذا كانت المرأة حرة مسلمة، فديتها نصف دية الحر المسلم، أجمع على ذلك أهل العلم، ذكره ابن المنذر وابن عبد البر."⁴

”عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، جب عورت آزاد مسلمان ہو تو اس کی دیت ایک آزاد مسلمان مرد کی دیت سے آدھی ہے۔ تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔ امام ابن المنذر رحمہ

¹ العدوي، أبو الحسن علي بن أحمد، حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب، (بيروت: دار الفكر، 1994ء)، 2: 300۔

² ابن رشد، أبو الوليد محمد بن أحمد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد، (القاهرة: دار الحديث، الطبعة الأولى، 2004ء)، 4: 196۔

³ المزني، إسماعيل بن يحيى بن إسماعيل، مختصر المزني، (بيروت: دار المعرفة، الطبعة الأولى، 1990ء)، 8: 352۔

⁴ ابن قدامة المقدسي، شمس الدين أبو الفرج عبد الرحمن، الشرح الكبير، (القاهرة: هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان، الطبعة الأولى، 1995ء)، 25: 388۔

اللہ (متوفی 319ھ) اور امام ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی 463ھ) نے یہی ذکر کیا ہے۔
 زیدیہ: مذاہب اربعہ کی طرح زیدیہ کے نزدیک بھی عورت کی دیت مرد سے آدھی ہے۔ امام صنعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وذهب علي رضي الله عنه والهادوية والحنفية إلى أن دية المرأة وجراحاتها على النصف من دية الرجل."¹

"سیدنا علی اور ہادیہ اور حنفیہ کے ہاں عورت اور اس کی زخموں کی دیت مرد سے آدھی ہے۔"
 اور اسی طرف قاضی الغنسی رحمہ اللہ (متوفی 1139ھ) نے اپنے متن "الأزهار" کی شرح میں اسی قول کی طرف اشارہ کیا ہے۔² "البحر الزخار" میں مرقوم ہے:

"وفي المرأة نصف دية الرجل، إجماعاً."³

"اور عورت کی دیت مرد سے آدھی ہونے پر اجماع ہے۔"

"فتاویٰ ہندیہ" میں مکتوب ہے:

"ودية المرأة في نفسها وما دونها نصف دية الرجل."⁴

"اور عورت کی جان اور اس سے کم میں دیت مرد سے آدھی ہے۔"

نصف دیت کے قائلین کے دلائل

نصف دیت کے قائلین نے درج ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے۔

1۔ احادیث مبارکہ سے نصف دیت کا ثبوت

پہلی حدیث:

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :

¹ الصنعاني، محمد بن إسماعيل بن صلاح، سيل السلام، (كويت: جمعية إحياء التراث الإسلامي، الطبعة الأولى، 1997ء)، 3:393۔

² اليماني، أحمد بن قاسم، التاج المذهب لأحكام المذهب، (صنعاء: دار الحكمة، اليمانية للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، 1993ء)، 7:70۔

³ المرتضى، أحمد بن يحيى، البحر الزخار الجامع لمذاهب علماء الأمصار، (بيروت: مكتبة اليمن)، 15:216۔

⁴ لجنة العلماء برئاسة نظام الدين البلخي، الفتاوى الهندية، (بيروت: دار الفكر، الطبعة الثانية، 1310هـ)، 6:24۔

((دِیَةِ الْمَرْأَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنَ دِیَةِ الرَّجُلِ))¹

”معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔“

دوسری حدیث:

عَنْ مَكْحُولٍ، وَعَطَاءٍ، قَالُوا: أَدْرَكْنَا النَّاسَ عَلَى أَنَّ دِیَةَ الْمُسْلِمِ الْخُرَّ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ، فَقَوَّمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تِلْكَ الدِّیَةَ عَلَى أَهْلِ الْقُرَى أَلْفَ دِينَارٍ أَوْ اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَدِیَةَ الْحُرَّةِ الْمُسْلِمَةِ إِذَا كَانَتْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى خَمْسِمِائَةَ دِينَارٍ أَوْ سِتَّةَ أَلْفِ دِرْهَمٍ، فَإِذَا كَانَ الَّذِي أَصَابَهَا مِنَ الْأَعْرَابِ، فَدِیَتُهَا خَمْسُونَ مِنَ الْإِبِلِ، وَدِیَةُ الْأَعْرَابِ إِذَا أَصَابَهَا الْأَعْرَابِيُّ خَمْسُونَ مِنَ الْإِبِلِ، لَا يُكَلَّفُ الْأَعْرَابِيُّ الذَّهَبَ وَلَا الْوَرِقَ²

”مکحول اور عطاء سے روایت کیا گیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے لوگوں کو اس حالت پر پایا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں ایک آزاد مسلمان مرد کی دیت سواونٹ تھی۔ سیدنا عمر نے اس دیت کو اہل شہر پر ایک ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم کے برابر مقرر فرمایا اور ایک آزاد مسلمان شہری عورت کی دیت پانچ سو دینار یا چھ ہزار درہم مقرر فرمائی۔ جبکہ دیہات میں رہنے والوں پر ایک عورت کی دیت پچاس اونٹ مقرر فرمائی اور دیہاتیوں کو سونے اور چاندی کا مکلف نہ بنایا۔“

تیسری حدیث:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَقْلُ الْمَرْأَةِ مِثْلُ عَقْلِ الرَّجُلِ حَتَّى يَبْلُغَ الثُّلُثَ مِنْ دِیَتِهَا))³

”سیدنا عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: عورت کی دیت مرد کی دیت کی مانند ہے، یہاں تک کہ ایک تہائی تک پہنچ جائے۔ (گویا ایک تہائی

¹ البیہقی، أحمد بن الحسین بن علی، السنن الكبرى، كتاب الديات، باب ما جاء في دية المرأة، (بيروت: دار الكتب العلمية، الطبعة الثالثة، 2003ء)، رقم: 16305۔

² السنن الكبرى للبیہقی، كتاب الديات، باب ما جاء في دية المرأة، رقم: 16306

³ النسائي، أحمد بن شعيب، سنن النسائي، كتاب القسامة، باب دية المكاتب، (الرياض: دار السلام للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، 1999ء)، رقم: 4809۔

سے اوپر مرد کی مانند نہیں ہے بلکہ اس سے مختلف ہے۔ اس حدیث سے انہوں نے مفہوم مخالف کے ساتھ استدلال کیا ہے۔“

چوتھی حدیث:

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ حَيِّينَ مِنَ الْعَرَبِ قِتَالٌ، فَقَتَلَ مِنْ هَؤُلَاءِ وَمِنْ هَؤُلَاءِ، فَقَالَ إِحْدَى الْحَيِّينَ: لَا تَرْضَى حَتَّى يُقْتَلَ بِالْمَرْأَةِ الرَّجُلُ، وَبِالرَّجُلِ الرَّجُلَيْنِ، قَالَ: فَأَبَى عَلَيْهِمُ الْآخَرُونَ، فَارْتَفَعُوا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((الْقَتْلُ بَرَاءٌ أَيْ سِوَاءٌ)) (قال: فَاصْطَلَحَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ عَلَى الْبَيَّاتِ، قَالَ: فَحَسَبُوا لِلرَّجُلِ دِيَةَ الرَّجُلِ، وَلِلْمَرْأَةِ دِيَةَ الْمَرْأَةِ، وَلِلْعَبْدِ دِيَةَ الْعَبْدِ فَقَطُ لِإِحْدَى الْحَيِّينَ عَلَى الْآخَرِينَ، قَالَ: فَهُوَ قَوْلُهُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلِ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثَى بِالْأُنْثَى﴾¹

”شعبي سے مروی ہے کہ عرب کے دو قبائل کے درمیان لڑائی ہو گئی اور دونوں قبائل کے لوگ قتل ہو گئے۔ ایک قبیلے نے کہا کہ ہم اس وقت تک راضی نہیں ہونگے جب تک ایک عورت کے بدلے میں ایک مرد اور ایک مرد کے بدلے میں دو مردوں کو قتل نہیں کر لیتے۔ روای کہتے ہیں کہ دوسرے قبیلے کے لوگوں نے اس کا انکار کر دیا۔ وہ لوگ یہ جھگڑا لیکر نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام مقتول برابر ہیں۔ چنانچہ انہوں نے دیت لینے پر صلح کر لی۔ راوی فرماتے ہیں: انہوں نے مرد کے لئے مرد کی دیت، عورت کے لئے عورت کی دیت اور غلام کے لئے صرف غلام کی دیت شمار کی۔ اور دونوں قبائل میں سے ہر ایک نے یہ دیت دوسرے قبیلے کو دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی حکم دیا ہے۔ اے ایمان والو! تم پر مقتولین میں قصاص فرض کر دیا گیا ہے، آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت۔“

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے مختلف ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ عورت اور مرد کی دیتوں میں یہ فرق نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کے زمانے میں مسلمہ امر تھا۔

¹ العسبي، أبو بكر بن أبي شيبة، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، كتاب الديات، باب إن المسلمين تنكافأ دماؤهم، (الرياض: مكتبة الرشد، الطبعة الأولى، 1409 هـ)، رقم: 27973۔

پانچویں حدیث:

عَنْ رَبِيعَةَ بِنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: قُلْتُ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ: كَمْ فِي هَذِهِ مِنَ الْمُرَاةِ الْخِنْصَرِ؟ فَقَالَ: ((عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ)) قَالَ: قُلْتُ: فِي هَذَيْنِ يَغْنِي الْخِنْصَرَ وَالَّتِي تَلِيهَا، فَقَالَ: ((عِشْرُونَ)) قَالَ: قُلْتُ: فَفِي هَؤُلَاءِ يَغْنِي الثَّلَاثَةَ قَالَ: ((ثَلَاثُونَ)) قَالَ: قُلْتُ: فَفِي هَؤُلَاءِ وَأَوْمًا إِلَى الْأَرْبَعِ، قَالَ: ((عِشْرُونَ)) قَالَ: قُلْتُ: حِينَ آَلَتْ جِرَاحَهَا، وَعَظَّمْتُ مُصِيبَتَهَا كَانَ الْأَقْلَ لِأَرْبَعِهَا قَالَ: ((أَعْرَاقِيٌّ أَنْتَ؟)) قَالَ: قُلْتُ: ((عَالِمٌ مُتَنَبِّتٌ أَوْ جَاهِلٌ مُتَعَلِّمٌ)) قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، السُّنَّةُ.¹

”ربیعہ بن عبد الرحمن سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا: عورت کی (آخری والی سب سے چھوٹی) خنصر انگلی کی کتنی دیت ہے؟ انہوں نے کہا: دس اونٹ، میں نے پوچھا: دو انگلیوں (خنصر اور اس کے ساتھ والی بنصر) کی کتنی ہے؟ انہوں نے کہا: بیس اونٹ، میں نے پوچھا: تین انگلیوں کی؟ انہوں نے کہا: تیس اونٹ، میں نے پوچھا: چار انگلیوں کی؟ انہوں نے کہا: بیس اونٹ، میں نے کہا: جب اس کے زخم شدید ہو گئے اور مصیبت بڑی ہو گئی تو اس کا ازالہ کم ہو گیا ہے، انہوں نے کہا: کیا آپ عراقی ہیں؟ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: پختہ عالم یا سیکھنے والا جاہل، انہوں نے کہا: اے میرے بھائی کے بیٹے! سنت یہی ہے۔“

مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، ہاں البتہ اگر دیت ایک تہائی سے کم ہو تو مرد کی دیت کے برابر ہوگی اور اگر ایک تہائی ہو یا ایک تہائی سے زیادہ ہو تو مرد کی دیت سے آدھی ہوگی۔

2- آثار سلف سے عورت کی نصف دیت کا ثبوت

سلف صالحین سے بے شمار ایسے آثار ثابت ہیں، جن میں عورت کی دیت، مرد کی دیت سے آدھی قرار دی گئی ہے، ان میں سے چند آثار درج ذیل ہیں:

سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان دونوں نے فرمایا:

¹ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الدیات، باب فی جراحات الرجال والنساء، رقم: 27504

"عقل المرأة على النصف من دية الرجل، في النفس وفيما دونها."¹

"جان اور اس سے کم زخموں میں عورت کی دیت، مرد کی دیت سے نصف ہے۔"

قاضی شریح رحمہ اللہ (متوفی 78ھ) فرماتے ہیں کہ میرے پاس عروۃ باریقی رحمہ اللہ (متوفی 73ھ) سیدنا عمر کی طرف سے یہ پیغام لیکر آئے۔

"أَنَّ جِرَاحَاتِ الرَّجَالِ وَالنِّسَاءِ تَسْتَوِي فِي السِّنِّ وَالْمَوْضِحَةِ، وَمَا فَوْقَ ذَلِكَ فَدِيَةُ الْمَرْأَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ"²

"مردوں اور عورتوں کے زخم دانت اور ٹھوڑی میں مساوی ہیں، اور جو اس سے زائد ہو اس میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے نصف ہے۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"عقل المرأة على النصف من عقل الرجل، والمرأة في العقل إلى الثلث، ثم النصف فيما بقي."³

"عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، اور عورت دیت میں ایک تہائی تک (مرد کے مساوی ہے) پھر اس کے بعد مرد سے آدھی ہے۔"

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

"فِي دِيَةِ الْمَرْأَةِ فِي الْخَطِّ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجَالِ إِلَّا السِّنَّ وَالْمَوْضِحَةَ فَهُمَا فِيهِ سَوَاءٌ."⁴

"خطا میں عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، سوائے دانتوں اور ٹھوڑی کے، اس میں وہ برابر ہیں۔"

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"دِيَةُ الْمَرْأَةِ فِي الْخَطِّ مِثْلُ دِيَةِ الرَّجُلِ حَتَّى تَبْلُغَ ثُلُثَ الدِّيَةِ، فَمَا زَادَ فَهُوَ عَلَى

¹ البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، معرفة السنن والآثار، كتاب الديات، باب دية المرأة، (دمشق: دار فتيبة، الطبعة الأولى، 1991ء)، رقم: 16177.

² مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الديات، باب في جراحات الرجال والنساء، رقم: 27496.

³ معرفة السنن والآثار، كتاب الديات، باب دية المرأة، رقم: 16175.

⁴ مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الديات، باب في جراحات الرجال والنساء، رقم: 27497.

النِّصْفِ.¹

”خطا میں عورت کی دیت مرد کی دیت کی مانند ہے، یہاں تک کہ ایک تہائی دیت تک پہنچ جائے، جو اس سے زائد ہو وہ مرد کی دیت کی نصف ہوگی۔“

قاضی ابو شریح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہشام بن ہبیرہ رحمہ اللہ (متوفی 72ھ) نے ان سے سوال کیا، جس کے جواب میں انہوں نے لکھا:

”أَنَّ دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ دِيَةِ الرَّجُلِ.“²

”بے شک عورت کی دیت مرد کی دیت کی نصف ہے۔“

حسن بصری رحمہ اللہ (متوفی 110ھ) سے مروی ہے:

”يَسْتَوِي جِرَاحَاتُ الرَّجَالِ وَالنِّسَاءِ عَلَى النِّصْفِ.“³

”مردوں کے زخم مساوی ہیں اور عورتیں اس کے نصف پر ہیں۔“

سعید بن مسیب اور عمر بن عبدالعزیز رحمہم اللہ دونوں سے مروی ہے:

”يُعَاقِلُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ فِي ثُلُثِ دِيَّتِهَا، ثُمَّ يَخْتَلِفَانِ.“⁴

”ایک تہائی دیت تک مرد اور عورت برابر ہیں، پھر اس کے بعد مختلف ہوں گے۔“

3۔ اجماع سے آدھی دیت کا ثبوت

تمام اہل علم کا عورت کی دیت آدھی ہونے پر اجماع ہے اور اس سلسلہ میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔ احناف سے امام کاسانی رحمہ اللہ⁵ اور امام سمرقندی رحمہ اللہ⁶ نے، شافعیہ میں سے امام نووی رحمہ اللہ⁷ اور امام زکریا انصاری رحمہ اللہ⁸ نے، مالکیہ میں سے امام ابن رشد رحمہ اللہ¹ اور امام ابن عبد البر رحمہ اللہ اور حنابلہ میں سے

¹ مصنف ابن أبي شيبة، كتاب الديات، باب في جراحات الرجال والنساء، رقم: 27497

² أيضاً۔

³ أيضاً، رقم: 27499

⁴ أيضاً، رقم: 27506

⁵ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، 16: 352۔

⁶ تحفة الفقهاء، 3: 114۔

⁷ النووي، أبو زكريا، معي الدين يحيى بن شرف، المجموع شرح المهذب، (بيروت: دار الفكر)، 19: 54۔

⁸ السنيني، زكريا بن محمد بن زكريا، أسنى المطالب في شرح روض الطالب، (بيروت: دار الكتاب الإسلامي)، 4: 48۔

امام ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ² نے اس پر تمام اہل علم کا اجماع نقل کیا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”سلف و خلف اہل علم میں سے کوئی بھی اس حکم کا مخالف نہیں ہے اور سب کا اتفاق ہے کہ عورت کی دیت، مرد کی دیت کا نصف حصہ ہے، جو کہ 50 اونٹ بنتے ہیں۔ عورت کو قتل کرنے والا خواہ مرد ہو، عورت ہو یا ایک جماعت ہو، ورنہ ان کی جانب سے دیت اختیار کر لینے کی صورت میں آدھی دیت ہی دینا ہوگی۔“³

ابو بکر ابن منذر رحمہ اللہ (متوفی 733ھ) فرماتے ہیں:

”تمام فقہاء کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا آدھا حصہ ہے۔“⁴

امام ابن حزم رحمہ اللہ (متوفی 456ھ) فرماتے ہیں:

”تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ قتل خطا میں 100 اونٹ دیت ہے جبکہ عورت کی دیت 50 اونٹ ہے۔“⁵

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی 725ھ) نے بھی اس اجماع کی تائید کی ہے۔ امام ابو القاسم الخرقی رحمہ اللہ

(متوفی 334ھ) فرماتے ہیں:

”آزاد مسلمان عورت کی دیت آزاد مسلمان مرد کی دیت کا آدھا حصہ ہے۔“

شیخ ربیع مدخلی، محمد الغزالی رحمہم اللہ کی مذکورہ کلام پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”فقہاء اُمت اور محدثین کرام رحمہم اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مسلمان عورت کی دیت مسلمان مرد کی دیت کا نصف حصہ ہے، جبکہ شیخ الغزالی رحمہ اللہ اپنی لاعلمی میں اس متفق علیہ حکم کو فقط محدثین رحمہم اللہ کی جانب منسوب کر رہے ہیں، تاکہ ان پر جھوٹ اور مخالفت قرآن کی تہمت لگا سکیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے شیخ محمد الغزالی رحمہ اللہ کی غلطی کو کھول دیا ہے تاکہ عام

¹ بداية المجتهد، 2: 338۔

² الشرح الكبير لابن قدامة، 9: 518۔

³ الغزالي، محمد، السنة النبوية بين أهل الفقه وأهل الحديث، (القاهرة: المعهد العالمي للفكر الإسلامي، س ن): 19۔

⁴ ابن منذر، محمد بن إبراهيم منذر، الإجماع، (بيروت: دار المسلم للنشر والتوزيع، الطبعة الأولى، 2004ء): 147۔

⁵ ابن حزم، علي بن أحمد بن سعيد، مراتب الإجماع، (بيروت: دار ابن حزم): 140۔

⁶ ابن قدامة، عبد الله بن أحمد بن محمد، المغني، (جيزه: هجر للطباعة والنشر، الطبعة الثانية، 1992ء): 8: 402۔

مسلمان اس گمراہ کن موقف سے بچ سکیں۔¹

4- قیاس سے آدھی دیت کا ثبوت

بعض اہل علم نے وراثت اور شہادت پر قیاس کرتے ہوئے بھی عورت کی آدھی دیت پر استدلال کیا ہے۔ امام کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولأن المرأة في ميراثها، وشهادتها على النصف من الرجل، فكذلك في ديتها."²

”چونکہ میراث اور شہادت میں عورت کا حق نصف ہے، لہذا اس کی دیت بھی آدھی ہوگی۔“

اس قیاس میں میراث اور شہادت اصل ہیں، دیت فرع ہے، دونوں کے درمیان علت مشترکہ عورت کا موٹ ہونا ہے اور نصف ہونے کی حکمت نان و نفقہ سمیت مرد کا متعدد مالی بوجھ اٹھانے کا ذمہ دار ہونا ہے جبکہ عورت ان مالی ذمہ داریوں سے آزاد ہوتی ہے۔ لہذا مناسب یہی تھا کہ میراث کی مانند عورت کی دیت بھی آدھی ہوتی۔

دیت میں مساوات کے قائلین

امام ماوردی رحمہ اللہ نے عورت اور مرد کی دیت میں مساوات کی رائے کو ابن علیہ (متوفی 809ھ) اور الاصم (متوفی 892ھ) رحمہم اللہ کی طرف منسوب کیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

"دية المرأة في نفسها على النصف من دية الرجل، وهو قول الجمهور، وقال الأصم وابن عليّة: ديتها كدية الرجل."³

”عورت کی جان کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، اور یہی جمہور کا موقف ہے، جبکہ ابن علیہ

اور الاصم رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کی مانند ہے۔“

ابن علیہ اور الاصم رحمہم اللہ کے اس اختلاف کو امام نووی رحمہ اللہ اور امام ابن قدامہ رحمہ اللہ نے بھی نقل

¹ المدخلي، ربيع بن هادي، كشف موقف الغزالي من السنة وأهلها ونقد بعض آرائه، (المدينة المنورة: مكتبة ابن القيم، 1410ھ): 87.

² بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، 16: 352.

³ الماوردی، أبو الحسن علي بن محمد، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي، (بيروت: دار الكتب العلمية، لطبعة الأولى، 1999ء)، 12: 651.

کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"دية المرأة نصف دية الرجل، هذا قول العلماء كافة إلا الأصم وابن عليّة
فإنهما قالوا: ديتها مثل دية الرجل."¹

"عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے، یہ ابن علیہ اور الاصم رحمہم اللہ کے علاوہ تمام اہل علم کا
قول ہے۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کی مانند ہے۔"

امام ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وحكى غيرهما عن ابن عليّة والأصم أنّهما قالوا: ديتها كدية الرجل."²

"کچھ اہل علم نے ابن علیہ اور الاصم رحمہم اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ عورت کی دیت کو مرد کی دیت
کی مانند کہتے تھے۔"

دیت میں مساوات کے قائلین کے موقف کا جائزہ

اہل علم نے ابن علیہ اور الاصم رحمہم اللہ کے نظریہ مساوات کا درج ذیل دلائل سے رد کیا ہے:

1- یہ ایک شاذ قول ہے، کیونکہ یہ صریح احادیث نبویہ اور اجماع صحابہ کے خلاف ہے۔ اور صریح احادیث
واجماع کی مخالفت کرنا ناجائز ہے۔ صحابہ کرام کا اجماع ابن علیہ اور الاصم رحمہم اللہ کے پیدا ہونے سے بھی پہلے
منعقد ہو چکا تھا۔

2- انہوں نے عمرو بن حزم کی جس حدیث سے استدلال کیا ہے وہ ایک مجمل اور عام حدیث ہے، جس کی
تفصیل اور تخصیص نصف دیت والی احادیث سے ہوتی ہے۔ نیز عمرو بن حزم کی حدیث میں یہ عبارت بھی موجود
ہے:

"دية المرأة على النصف من دية الرجل."³

"عورت کی دیت، مرد کی دیت سے آدھی ہے۔"

جب ایک ہی کتاب میں دونوں طرح کی روایات موجود ہیں تو پھر نصف دیت والی روایت کو عام روایت کی

¹ المجموع شرح المہذب، 19: 54۔

² الشرح الكبير لابن قدامة، 9: 518۔

³ أيضاً۔

مخلص سمجھا جائے گا۔

خلاصہ کلام

احادیث نبویہ، آثار سلف، اجماع اور قیاس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، اور اس کا سبب شریعت کی وہ عظیم حکمتیں ہیں جن کو سامنے رکھ کر شارع نے عورت کی نصف دیت دینے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ اس حکم کی ادائیگی میں شریعت نے ورثاء کو پہنچنے والے مالی نقصانات کو سامنے رکھا ہے اور یہ امر ہر صاحب عقل و دانش پر واضح ہے کہ عورت مالی امور کی ذمہ داریاں اٹھانے میں کبھی مرد کے برابر نہیں ہو سکتی ہے۔ عورت کی دیت نصف ہونے کے حوالے سے اس میں کوئی عورت کی توہین یا استخفاف نہیں بلکہ یہ عدل ہے کہ شریعت نے یہاں عورت کی ذات کو سامنے نہیں رکھا بلکہ اس کے ورثاء کو پہنچنے والے مالی نقصان کا اندازہ کرتے ہوئے اسے پورا کرنے کے لیے یہ حکم جاری فرمایا ہے۔